فَسْئَلُوْا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ

"تو پوچھ لیا کرو ان سے جو جانتے ہیں، اگر تم نہیں جانتے" (ترجمہ شیخ الہندؒ)

فتاویٰ یسئلونک

آپ کے مسائل کا شرعی حل

رئیس دارالافتاء حضرت مولانا مفتی احسان اللہ شائق صاحب

جمعۃ المبارک 22 جمادی الثانی 1445 05 جنوری 2024

شمارہ 233

اس شمارے میں شامل فتاویٰ جات

- کاروبار کے لیے جمع رقم سے فرضیت حج
- والدہ کو حج کروانے کا حکم
- کمیٹی کا انتظام کرنے پر سروس چارجز وصول کرنا
- قسطوں پر خریداری کا حکم
- گدا اور قالین پاک کرنے کا طریقہ

سوال ارسال کرنے کے طریقے

- سوالات تحریری صورت میں متعین سوالنامے پر بالمشافہہ جمع کروائیں۔
- ask@yasalunak.com پر برقی مراسلے (ای میل) کی صورت میں ارسال کریں۔
- www.yasalunak.com پر موجود سوالنامے کے ذریعے ارسال کریں۔
- 0333-9206874 پر مکمل نام کے ساتھ واٹس ایپ کریں۔

زیر اہتمام: فقہ اکیڈمی کراچی، C-335، بلاک-1، گلستان جوہر، بالمقابل جامعہ کراچی، یونیورسٹی روڈ، کراچی، پاکستان۔

کاروبار کے لیے جمع رقم سے فرضیت حج

سوال: حج کا خرچہ تقریباً ۱۰ لاکھ روپے ہے، اگر کسی شخص کے پاس کاروبار کے لئے ۱۵ لاکھ روپے تک رقم موجود ہے تو کیا اس پر حج فرض ہوگا؟ واضح رہے کہ یہ رقم گھر کی ضروریات سے اضافی ہے، جس سے ابھی کاروبار بھی شروع نہیں کیا ہے۔

جواب: حج ہر اس مسلمان عاقل، بالغ پر فرض ہے، جس کے پاس حج کے اخراجات کے علاوہ اتنی رقم موجود ہو، جس سے حج کے دوران اپنے گھر والوں کے مناسب اخراجات پورے کر سکے، آپ کے پاس چونکہ ضرورت سے زائد اتنی رقم موجود ہے، جو حج کے اخراجات کے علاوہ گھر والوں کے ضروری اخراجات پورے کرنے کے لیے کافی ہے، اس لیے آپ پر حج فرض ہے۔

وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا [آل عمران: ۹۷]

عن ابن عمر، قال: قام رجل إلى النبي صلى الله عليه وسلم، فقال: يا رسول الله ما يوجب الحج؟ قال: «الزاد والراحلة» (سنن ابن ماجه:۲/ ۹۶۷)

من جاء وقت خروج أهل بلده لأشهر الحج وقد استكمل سائر شرائط الوجوب و الأداء, وجب عليه الحج من عامه. ووجب أدائه بنفسه فيلزمه التأهب و الخروج معهم فلو لم يحج حتي مات فعليه الإيصاء به ... وكذا لو لم يحج حتي افتقر تقرر وجوبه دينا في ذمته بالإتفاق ولا يسقط عنه بالفقر سواء هلك المال أو استهلكه و وسعه أن يستقرض و يحج وان كان غير قادر على قضائه.» (غنية الناسك: باب شرائط الحج، فصل: فيما اذا وجد شرائط الوجوب و الأداء أو الوجوب فقط،)

وتفسير ملك الزاد والراحلة أن يكون له مال فاضل عن حاجته، وهو ما سوى مسكنه ولبسه وخدمه، وأثاث بيته قدر ما يبلغه إلى مكة ذاهبا وجائيا راكبا لا ماشيا وسوى ما يقضي به ديونه ويمسك لنفقة عياله، ومرمة مسكنه ونحوه إلى وقت انصرافه كذا في محيط السرخسي (الفتاوى الهندية : كتاب المناسك باب القدرة على الزاد والراحلة)

والدہ کو حج کروانے کا حکم

سوال: کیا والدین کو حج کروانا اولاد پر فرض ہے؟ جیسے میری والدہ ہم بھائیوں پر ڈیپینڈنٹ ہیں تو کیا میرے اوپر یہ فرض ہے کہ میں والدہ کو حج کرواؤں؟

جواب: اولاد پر شرعاً والدین کو حج کروانا فرض نہیں، البتہ اگر مالی وسعت حاصل ہو تو والدین کو حج کروانا باعث اجر و ثواب ہے اور بڑی سعادت مندی کی بات ہے، لہٰذا اگر آپ کے پاس مالی استطاعت ہے تو پہلے اپنا فرض حج ادا کریں اس کے بعد اپنی والدہ کو حج کروادیں۔

فقوله تعالى: {ولله على الناس حج البيت من استطاع إليه سبيلا} (آل عمران:۹۷) وروى أنّ رسول الله صلى الله عليه وسلم فسر الاستطاعة بالزاد والراحلة) وكذا عن ابن عباس وابن عمر وعليه أكثر العلماء. وعن ابن الزبير: هو على قدر القوّة. (الكشاف للزمخشرى)

عن ابي هريرة رضي الله عنه، قال: جاء رجل إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم، فقال: يا رسول الله، من أحق الناس بحسن صحابتي؟ قال:» أمك» قال: ثم من؟ قال:» ثم أمك» قال: ثم من؟ قال:» ثم أمك» قال: ثم من؟ قال:» ثم أبوك»(صحيح البخارى، باب من أحق الناس بحسن الصحبة)

(قوله ولو وهب الأب لابنه إلخ) وكذا عكسه وحيث لا يجب قبوله مع أنه لا يمن أحدهما على الآخر يعلم حكم الأجنبي بالأولى ومراده إفادة أن القادر على الزاد والراحلة لا بد فيها من الملك دون الإباحة والعارية كما قدمناه (رد المحتار على الدر المختار، كتاب الحج)

(ومنها القدرة على الزاد والراحلة) بطريق الملك أو الإجارة دون الإعارة والإباحة سواء كانت الإباحة من جهة من لا منة له عليه كالوالدين والمولودين أو من غيرهم كالأجانب كذا في السراج الوهاج، (الفتاوى العالمگيريه: كتاب المناسك، الباب الاول فی تفسير الحج،)

(قوله ذي زاد وراحلة) أفاد أنه لا يجب إلا بملك الزاد وملك

أجرة الراحلة، فلا يجب بالإباحة أو العارية كما في البحر (رد المحتار على الدر المختار ، كتاب الحج ،فی شرائط الحج)

کمیٹی کا انتظام کرنے پر سروس چارجز وصول کرنا

سوال: اگر کمیٹی کی رقم جمع کرنے والا اور اس کا انتظام چلانے والا مہینہ وار جمع شدہ رقم کسی ممبر کو دیتے ہوئے کچھ معمولی رقم بطور سروس چارجز کے کٹوتی کرے، تو کیا یہ اس کے لیے جائز ہے؟ اگر کمیٹی شروع کرنے سے پہلے تمام ممبران کو اس سے آگاہ کیا گیا ہو یا عرف میں یہ رائج ہو؟

جواب: کمیٹی کی حیثیت قرض کی سی ہے اور قرض پر نفع لینا سود میں آتا ہے جو کہ حرام ہے، کمیٹی کا ہر ممبر اپنی جمع شدہ رقم پوری وصول کرنے کا حق دار ہے، لہذا کمیٹی کی رقم جمع کرنے والا اور انتظام چلانے والا شخص کمیٹی کا ممبر ہوتے ہوئے کمیٹی کی رقم میں سے کچھ رقم بطور سروس چارجز کے کٹوتی کرے تو یہ اس کے لیے جائز نہیں اگرچہ عرف میں یہ رائج ہو یا کمیٹی ممبران کو پہلے سے اس پر آگاہ بھی کیا جا چکا ہو، البتہ کمیٹی کی رقم جمع کرنے والے اور انتظام چلانے والے شخص کے لیے اس کی محنت کے بدلے الگ سے اجرت مقرر کرنا جائز ہے جو کہ کمیٹی کی رقم میں سے نہ ہو۔

الَّذِينَ يَأْكُلُونَ الرِّبَا لَا يَقُومُونَ إِلَّا كَمَا يَقُومُ الَّذِي يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطَانُ مِنَ الْمَسِّ ذَلِكَ بِأَنَّهُمْ قَالُوا إِنَّمَا الْبَيْعُ مِثْلُ الرِّبَا وَأَحَلَّ اللَّهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبَا فَمَنْ جَاءَهُ مَوْعِظَةٌ مِنْ رَبِّهِ فَانْتَهَى فَلَهُ مَا سَلَفَ وَأَمْرُهُ إِلَى اللَّهِ وَمَنْ عَادَ فَأُولَئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ (البقرة، ٢٧٥)

مطلب كل قرض جر نفعا حرام قوله (كل قرض جر نفعا حرام) أي إذا كان مشروطا كما علم مما نقله عن البحر۔حاشية ابن عابدين -(٥/ ١٦٦)

قسطوں پر خریداری کا حکم

سوال: اقساط پر جب کوئی چیز خریدی جاتی ہے تو اس کی قیمت یک مشت ادائیگی سے کچھ زیادہ ہو جاتی ہے؟ ایسے میں کیا ہم اقساط پر چیزیں خرید سکتے ہیں؟ اس میں سود کا کوئی معاملہ تو نہیں ہوتا؟

جواب: قسطوں پر خرید و فروخت کرنا شرعاً جائز ہے، بشرطیکہ مندرجہ ذیل شرائط کا خاص لحاظ رکھا جائے ا۔مجلس عقد میں یہ طے کرلیا جائے کہ یہ معاملہ ادھار اور قسطوں پر ہوگا۔ ۲۔خریدتے وقت ہی خریدی جانے والی چیز کی پوری قیمت متعین کرلی جائے، اگرچہ اس چیز کی قیمت بازار کی قیمت سے زیادہ ہو۔ ۳۔عقد کے دوران ہی یہ بات طے کرلی جائے کہ چیز کی کل قیمت کتنی ہوگی اور کتنی قسطوں میں اس کی ادائیگی مکمل کرنا ہوگی۔ ۴۔کسی قسط کی تاخیر کی صورت میں کوئی جرمانہ مشروط نہ ہوگا۔ البتہ اگر ان شرائط میں سے کسی شرط کا لحاظ نہ رکھا جائے تو اس معاملہ میں سود کا ایسا پہلو نکل سکتا ہے جس کی وجہ سے یہ عقد ناجائز ہو جائے گا، مثلاً قسطوں کی ادائیگی میں تاخیر پر جرمانے کی شرط لگانا، رقم کی ادائیگی کی مدت کا طے نہ کرنا یا پھر قسطوں کے پورا ہونے تک مبیع کی ملکیت روکے رکھنا یہ سب امور ناجائز ہیں۔

«أما الأئمة الأربعة وجمهور الفقهاء والمحدثين فقد أجازوا البيع المؤجل بأكثر من سعر النقد بشرط أن يبتّ العاقدان بأنه بيع مؤجل بأجل معلوم بثمن متفق عليه عند العقد»

يقول الامام الترمذي رحمه الله فی جامعه تحت حديث أبي هريرة رضي الله عنه: « نہی رسول الله صلى الله عليه وسلم عن بيعتين في بيعة وقد فَسَّر بعض أهل العلم قالوا بيعتين في بيعة أن يقول: أبيعُك هذا الثوب بنقد بعشرة ،وبنسيئة بعشرين، ولا يفارقه على أحد البيعتين فإذا فارقه على أحدهما، فلا بأس، إذا كانت العقدة على أحد منهما» (بحوث فی قضايا فقهية معاصرة،أحكام البيع بالتقسيط)

وإذا عقد العقد على أنه إلى أجل كذا بكذا وبالنقد بكذا۔۔۔ فهو فاسد لأنه لم يعاطه على ثمن معلوم۔۔۔ وهذا إذا افترقا على هذا فإن كان يتراضيان بينهما ولم يتفرقا حتى قاطعه على ثمن معلوم ، وأتما العقد عليه فهو جائز لأنهما ما افترقا إلا بعد تمام شرط صحة العقد (المبسوط، كتاب البيوع، باب البيوع الفاسدة) .

في رد المحتارعلي الدر المختار:أن الأجل في نفسه ليس بمال فلا يقابله شيء حقيقة إذا لم يشترط زيادة الثمن بمقابلته قصدا، ويزاد في الثمن لأجله إذا ذكر الأجل بمقابلة زيادة الثمن

قصدا(في رد االمحتارعلي الدر المختار،باب المرابحة والتولية)

گدا اور قالین پاک کرنے کا طریقہ

سوال: بیڈ کے گدے پر یا قالین پر بچے پیشاب کر دیں تو ان کو پاک کرنے کا کیا طریقہ ہے؟ واضح رہے کہ بچے نے تقریبًا آدھے گدے پر پیشاب کیا

جواب: واضح رہے کہ کوئی کپڑا ناپاک ہوجائے تو اسے تین مرتبہ دھونے کے بعد ہر مرتبہ نچوڑا جائے گا، اور اگر ایسا کپڑا ہے جسکا نچوڑنا مشکل ہو جیسے گدے، قالین وغیرہ تو اس کا حکم یہ ہے کہ اس پر تین مرتبہ پانی بہایا جائے، ہر مرتبہ پانی بہانے کے بعد چھوڑا جائے یہاں تک کہ قطرے گرنا بند ہو جائیں (پوری طرح سوکھنا ضروری نہیں) تین مرتبہ ایسا کرنے سے وہ قالین پاک ہوجائے گا۔ اور اگر اس پر پانی بہانا بھی مشکل ہو تو پھر کسی کپڑے کو بھگو کر اس سے تین مرتبہ اچھی طرح صاف کرلیا جائے، ہر مرتبہ کپڑے کو صاف پانی سے دھو یا جائے، اسی طرح آجکل جو کارپٹ دھونے کی مشینیں ہیں ان سے بھی قالین پاک ہوجائے گا۔ لہذا صورت مسئولہ میں تین مرتبہ پانی بہانے کے بعد اس کو چھوڑا جائے یہاں تک کہ قطرے گرنا بند ہوجائیں تو وہ قالین پاک ہوجائے گا ،لیکن اگر اس قالین کو پاک نہ کیا گیا ہو، تو اگر اس پر اتنا موٹا کپڑا بچھا لیا جائے کہ جس سے اس قالین میں جذب ناپاکی کی بو محسوس نہ ہو، تو ایسے کپڑے پر بھی نماز ادا کی جا سکتی ہے۔

(ومنها) العصر فيما يحتمل العصر، وما يقوم مقامه فيما لا يحتمله والجملة فيه أن المحل الذي تنجس إما إن كان شيئا لا يتشرب فيه أجزاء النجس أصلا، أو كان شيئا يتشرب فيه شيء يسير، أو كان شيئا يتشرب فيه شيء كثير- - - وإن كان مما يتشرب فيه كثير، فإن كان مما يمكن عصره كالثياب، فإن كانت النجاسة مرئية فطهارته بالغسل والعصر إلى أن تزول العين، وإن كانت غير مرئية فطهارته بالغسل ثلاثا، والعصر في كل مرة؛ لأن الماء لا يستخرج الكثير إلا بواسطة العصر، ولا يتم الغسل بدونه - - - وإن كان مما لا يمكن عصره، كالحصير المتخذ من البوري ونحوه، أي ما لا ينعصر بالعصر إن علم أنه لم يتشرب فيه، بل أصاب ظاهره يطهر بإزالة العين، أو بالغسل ثلاث مرات من غير عصر، فأما إذا علم أنه تشرب فيه فقد قال أبو يوسف: ينقع في الماء ثلاث مرات، ويجفف في كل مرة فيحكم بطهارته.(بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع، فصل في شرائط التطهير بالماء)

(و) قدر (بتثليث جفاف) أي: انقطاع تقاطر (في غيره) أي: غير منعصر مما يتشرب النجاسة وإلا فبقلعها

(قوله: أي: انقطاع تقاطر) زاد القهستاني وذهاب النداوة. وفي التتارخانية: حد التجفيف أن يصير بحال لا تبتل منه اليد---(قوله: أي: غير منعصر) أي: بأن تعذر عصره كالخزف أو تعسر كالبساط أفاده في شرح المنية. (قوله: مما يتشرب النجاسة إلخ) حاصله كما في البدائع أن المتنجس إما أن لا يتشرب فيه أجزاء النجاسة أصلا كالأواني المتخذة من الحجر والنحاس والخزف العتيق، أو يتشرب فيه قليلا كالبدن والخف والنعل أو يتشرب كثيرا؛ ففي الأول طهارته بزوال عين النجاسة المرئية أو بالعدد على ما مر؛ وفي الثاني كذلك؛ لأن الماء يستخرج ذلك القليل فيحكم بطهارته، وأما في الثالث فإن كان مما يمكن عصره كالثياب فطهارته بالغسل والعصر إلى زوال المرئية وفي غيرها بتثليثهما، وإن كان مما لا ينعصر كالحصير المتخذ من البردي ونحوه إن علم أنه لم يتشرب فيه بل أصاب ظاهره يطهر بإزالة العين أو بالغسل ثلاثا بلا عصر، وإن علم تشربه كالخزف الجديد والجلد المدبوغ بدهن نجس والحنطة المنتفخة بالنجس؛ فعند محمد لا يطهر أبدا، وعند أبي يوسف ينقع في الماء ثلاثا ويجفف كل مرة، والأول أقيس، والثاني أوسع اهـ وبه يفتى درر. (الدر المختار وحاشية ابن عابدين باب الأنجاس)

وما لاينعصر يطهر بالغسل ثلاث مرات والتجفيف في كل مرة؛ لأن للتجفيف أثراً في استخراج النجاسة. وحد التجفيف: أن يخليه حتى ينقطع التقاطر، ولايشترط فيه اليبس، هكذا في التبيين. هذا إذا تشربت النجاسة كثيراً، وإن لم تتشرب فيه أو تشربت قليلاً يطهر بالغسل ثلاثاً، هكذا في محيط السرخسي- (كتاب الطهارة،الباب السابع في النجاسة وأحكامها،الفصل الأول في تطهير الأنجاس)

ختم شد